حجاج کرام کی خدمت میں

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ
بانی: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

حجاج کرام کی خدمت میں چند ضروری اور اہم باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جن پر عمل کرنا ان شاء اللہ بے حد مفید اور نفع بخش ہوگا۔ اور حج کے ثمرات وبرکات واضح طور پر محسوس ہوں گے:

(۱)......عورتوں اور مردوں کا ناگفتہ بہ اختلاط طوافوں میں، نمازوں میں اور سلام کی حاضری میں غیر شرعی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عورتوں کے طواف کے لئے رات یا دن میں کوئی وقت مخصوص کرلیا جائے اور اس طرح سلام کی حاضری کے لئے بھی وقت مخصوص ہو، ان اوقات میں مردوں کو طواف یا حاضری سے روکا جائے۔

(۲)......نہ تو عورتوں پر جماعت کی پابندی ہے نہ مسجد کی حاضری کی فضیلت ہے، نہ نماز جمعہ ان پر فرض ہے، اس لئے عورتیں گھر میں نماز پڑھا کریں اور اسی طرح جمعہ میں عورتوں کی حاضری روکی جائے، موجودہ صورت حال نہ شرعاً درست ہے نہ عقلاً قابل برداشت ہے۔

(۳)......رمی جمرات کے لئے عورتیں رات کو جایا کریں جس طرح بوڑھوں اور مریضوں کے لئے بھی یہی وقت مناسب ہے، بلاشبہ بغیر عذر کے یہ خلاف سنت ہے لیکن موجودہ صورت حال میں انشاء اللہ کراہت بھی ختم ہوجائے گی۔

(۴)......تمام حضرات جو حج بیت اللہ الحرام کا ارادہ کریں تمام ضروری مسائل یاد کرکے آئیں، فرائض وواجبات کا اہتمام بہت ضروری ہے بسا اوقات یہ دیکھا گیا کہ لوگ فرائض وواجبات میں تقصیر کرتے ہیں اور فضائل ومستحبات کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس وقت جو صورت حال ہے قانونی وفقہی احکام کے پیش نظر تو یہ امید رکھنا بہت مشکل ہے کہ یہ عبادت صحیح ادا ہوئی یا یہ حج مبرور ہوگا، صحیح طواف کیسے ہو؟ اور اس میں کیا کیا باریکیاں ہیں؟......اگر ایک قدم طواف کا ایسا ادا ہو کہ

بیت اللہ کی طرف سینہ ہوجائے تو سارا طواف بیکار ہوگیا، اگر شروع کرنے میں حجر اسود مقدم ہوگیا تو طواف میں نقصان آجاتا ہے، اگر ایک انچ ہٹ کر طواف شروع کرے تو سرے سے طواف ہوا ہی نہیں، خاص کر اژدھام وہجوم میں صحیح طواف کرنا بے حد دشوار مرحلہ ہے، عورتیں مردوں کے درمیان کھڑی ہوجاتی ہیں، ایک عورت اگر صف میں مردوں کے درمیان کھڑی رہ گئی تو تین مردوں کی نماز غارت ہوگئی، جو شخص دائیں ہو، جو بائیں ہو، جو اس کی سیدھ میں پیچھے ہو، اگر ایک ہزار عورتیں اس طرح صفوں کے درمیان ہیں تو تین ہزار مردوں کی نماز فاسد ہوگئی، دوران سفر بہت سی نمازیں قضا ہوجاتی ہیں، اگر فرض نماز قضا ہوگئی تو حج مبرور کی توقع رکھنا مشکل ہے، الغرض اس طرح دسیوں مسائل ہیں کہ جن سے عوام تو کیا علماء بھی غافل ہیں، "رمی جمرات" میں معمولی عذر پر دوسروں کو وکیل بنایا جاتا ہے اس طرح وہ توکیل صحیح نہیں ہوتی، دم لازم آجاتا ہے غور کرنے سے محسوس ہوا کہ جہاں تک مسائل واحکام کا تعلق ہے مشکل سے یہ کہا جائے گا کہ یہ حج صحیح ادا ہوگیا لیکن حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کاملہ کے پیش نظر کوئی بعید نہیں کہ اگر نیت صحیح ہو اور جذبہ سچا ہو تو تمام کوتاہیاں اور قانونی فروگزاشتیں سب معاف ہوں، اور ارحم الرحمین کی رحمت عامہ سے یہی امید ہے کہ اپنے گنہگار بندوں کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اپنی رحمت ونعمت سے نوازے، اور نہ معلوم کس کی کون سی ادا قبول ہوجائے اور کیا کچھ خزانہ رحمت سے ملے اور بلاشبہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کاملہ کی موسلا دھار بارش میں کوئی بدنصیب ہی محروم رہے گا، ہوسکتا ہے کہ چند مقبولین بارگاہ کے طفیل سب کا حج قبول ہو، اس کی شان کریمی کے سامنے سب کچھ آسان ہے۔

کاش! اگر حق تعالیٰ کی اتنی مخلوق قانون کے مطابق، جذبات صادقہ سے، والہانہ انداز سے یہ فریضہ ادا کرتی تو امت کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور تمام عالم میں ان نمائندگان بارگاہ قدس کا فیض جاری ہوتا جس حریم قدس کو ان شاندار کلمات سے وحی ربانی میں یاد کیا ہو:

"ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان آمنا۔"

ان آیات بینات اور ان برکات وتجلیات کا کیا ٹھکانا، بہرحال کہنا یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ قانون کی رو سے بھی صحیح حج ہو اور نیت وجذبہ بھی سچا ہو اور قدم قدم پر تقصیر کا احساس ہو اور یہ تصور مستمر قائم ہو کہ اس حریم قدس میں حاضری کے آداب کی اہلیت کہاں؟ ہم جیسے ناپاکوں کو اس سرزمین کی حاضری کی دعوت دی گئی اور پہنچ گئے، یہ محض حق تعالیٰ شانہ کا عظیم احسان ہے کہ اس مقدس سرزمین اور بقعہ نور میں سراپا ظلمت والے کو جگہ عطا فرما دی، توقع ہے کہ اس احساس سے بارگاہ قدس میں شرف قبولیت نصیب ہو، یہ جو کچھ بیت اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یہ بہت سطحی حقائق کے درجہ میں بات عرض کی گئی، ورنہ جو حقائق واسرار عارفین وکبار صوفیائے کرام، شیخ اکبر، امام ربانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ سید آدم بنوری، شاہ عبدالعزیز اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ جمیعًا نے بیان فرمائے ہیں، وہ دائرہ بیان سے

بالاتر ہیں، راقم الحروف نے اپنے رسالہ ''بغية الاريب فی مسائل القبلة والمحاريب'' کے آخر میں کچھ تھوڑا سا حصہ بیان کیا ہے۔ بہر حال کعبۃ اللہ اس مادی کائنات میں ''شعائر اللہ'' میں داخل ہے، نماز میں اگر حق تعالیٰ شانہ سے مناجات وہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے تو حج میں حق تعالیٰ کے گھر میں مہمانی کا شرف ومجد حاصل ہے، جب ہم کلامی کی عظمت بیت الحرام میں نصیب ہو اور دونوں عظمتیں جمع ہو جائیں تو جو کچھ بھی اس کا درجہ ہوگا تصور وخیال سے بالاتر ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

یہ وہ مقام ہے کہ انتہائی تعظیم وادب کی ضرورت ہے لیکن آج کل ہماری غفلت وجہالت سے جو صورت حال ہے وہ ظاہر ہے۔ افسوس یہ کہ ہماری تمام عبادات کی صرف صورت رہ گئی، روح نکل گئی ہے تمام عبادات بے جان لاشے ہیں اگر ان میں جان ہوتی تو آج امت محمدیہ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، حق تعالیٰ کی رحمت ہے اور اسلام کا حکیمانہ نظام ہے کہ مساجد بھی بیوت اللہ ہیں: ﴿وان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احدا﴾۔ مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں ان میں صرف اللہ ہی کی عبادت ہونی چاہئے، آخری سب سے بڑا مرکزی گھر وہ مسجد حرام وہ بیت الحرام ہے، جس سے عالم میں بجز اس مقام کے جہاں حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں کوئی مقدس قطعہ نہیں، جہاں پر حق تعالیٰ کی طرف سے انوار کی بارش برستی ہے، فرشتے طواف کے لئے آسمانوں سے اترتے ہیں، حق تعالیٰ مسلمانوں اور حجاج کرام کو توفیق عطا فرمائے کہ اس مقام کی صحیح معرفت نصیب ہو، بقدر طاقت بشری حق ادا کرسکیں۔

☆......☆......☆

ایمان کی علامت، نفاق سے براءت

کہ آب زمزم خوب سیر ہو کر پینے کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان کی علامت اور نفاق سے براءت قرار دیا گیا، نیز سنت یہی ہے کہ زمزم خوب سیر ہو کر پیا جائے، محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا، ابن عباس نے پوچھا ''کہاں سے آرہے ہو''؟ اس نے جواب دیا ''زمزم کے پاس سے'' پوچھا: ''کیا اس پانی سے پیا جیسے اسے پینا چاہئے؟'' اس شخص نے کہا ''وہ کیسے؟'' (یعنی آب زمزم کس طرح پینا چاہئے؟) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا:

جب تم اسے پیو تو قبلہ رخ ہو جاؤ، اللہ کا نام لو، تین سانس میں پیو اور خوب سیر ہو کر پیو، پھر جب فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد بیان کرو، پس بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہمارے اور منافقین کے درمیان نشانی (اور فرق کرنے والی چیز) یہ ہے کہ وہ (یعنی منافقین) زمزم سیر ہو کر نہیں پیتے۔

ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے اس طرح مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زمزم کے کنویں پر تھے، آپ نے ڈول سے پانی نکالنے کا حکم دیا، پانی نکال کر ڈول کنویں پر رکھ دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ سے بسم اللہ کہہ کر پینا شروع کیا، دیر تک پیتے رہے، پھر اپنا سر اٹھا کر الحمد للہ کہا، دوبارہ پھر بسم اللہ کہہ کر پینا شروع کیا اور دیر تک پیتے رہے، مگر پہلی مرتبہ سے کچھ کم، پھر سر اٹھا کر الحمد للہ کہا، تیسری مرتبہ پھر بسم اللہ کہہ کر پینا شروع کیا، دیر تک پیتے رہے، مگر دوسری مرتبہ سے کچھ کم، پھر سر اٹھا کر الحمد للہ کہا اور یہ ارشاد فرمایا:

''ہمارے اور منافقین کے درمیان یہی علامت ہے کہ وہ کبھی زمزم خوب سیر ہو کر نہیں پیتے''۔